قبولیتِ دُعا اور عدمِ قبولیت کے اسباب

تحریر: حافظ محمد اسلم شاہدروی۔ رکن مجلس ادارت ماہنامہ ''حرمین''، جہلم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ [المومن:٦٠] ''اور تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت (دُعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے۔'' اس آیت مبارکہ میں اللہ کریم نے اپنے بندوں کو دعا کا حکم فرمایا ہے، ساتھ ہی قبولیت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو سب سے زیادہ پورا فرمانے والے ہیں۔

دُعا کا مطلب پکارنا، بلانا اور درخواست کرنا ہے۔ اصطلاحی طور پر مراد یہ ہے کہ بندہ اپنی حاجات وضروریات کیلئے اپنے پروردگار کے سامنے التجا کرے اور اس کے حضور درخواست گزار ہو جائے۔ دوسرے مقام پر پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے ﴿أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾ [البقرة:١٨٦] ''میں دُعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب بھی وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔'' اس آیت مبارکہ میں بھی عمومی وعدہ فرمایا گیا ہے کہ جب بھی کوئی دعا کرے پروردگار اس کی دعا کو قبول فرماتے ہیں۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کی مرفوع روایت امام ترمذیؒ نے جامع الاصول میں نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''میری اُمت کو تین چیزیں عطا کی گئی ہیں جو پہلے صرف انبیاء کو عطا کی جاتی تھیں (پہلی) دُعا کی قبولیت وہ جب بھی پکاریں (دوسری) اُمت پر گواہ بنایا جانا (تیسری) دین پر کوئی حرج نہیں رکھا گیا۔'' [الجامع لأحكام القرآن] یہ جو پہلی خصوصیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس اُمت کیلئے بغیر کسی تخصیص اور شرط کے فرمادیا گیا ہے کہ جب بھی دُعا کرو گے قبول کی جائے گی۔ گویا یہ آخری نبی ﷺ کی اُمت کیلئے عام اور غیر مشروط فضیلت ہے۔ ان دلائل سے قبول دعا کی وضاحت ہو جاتی ہے، لیکن انسان کی طرف سے کچھ ایسے اسباب اختیار کر لئے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔

عدمِ قبولیت کے اسباب

ذیل میں ہم احادیث مبارکہ کی روشنی میں عدمِ قبولیت دعا کے بعض اسباب پر غور کرتے ہیں:

پہلا سبب، رزقِ حرام

رسولِ اکرم ﷺ نے ایک شخص کی مثال بیان فرمائی، جو طویل سفر کرتا ہے، اس کے بال اور کپڑے گرد آلود ہیں، وہ ہاتھ پھیلائے ہوئے دُعا کرتا ہے: اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار! جبکہ اس کا لباس حرام کمائی کا، اس کا پینا حرام کمائی کا اور اُسے حرام غذا دی گئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے؟ [صحیح مسلم] مقامِ غور ہے کہ سفر قبولیتِ دُعا کیلئے اہم سبب ہے، پھر اس بندے کی تھکاوٹ اور پراگندگی بھی قابلِ رحم ہے، ان اسباب کی وجہ سے اس کی دعا قبول ہونی چاہیے لیکن اُس کی دعا قبول کیوں نہیں ہوتی؟ اس لیے کہ اس کے ملبوسات، مشروبات اور اس کی جملہ غذا حرام کمائی سے ہے۔

دوسرا سبب، امر بالمعروف ونھی عن المنکر کو چھوڑنا

رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ضرور ضرور نیکی کا حکم دو گے اور تم ضرور ضرور برائی سے منع کرو گے، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تم پر اپنا عذاب مسلط کر دے، پھر تم ضرور اس سے دعا کرو گے لیکن تمہاری دعا قبول نہ کی جائے گی۔ [جامع الترمذی] نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، ایسا فریضہ ہے جو اُمت مسلمہ پر لاگو ہوتا ہے، اسی وجہ سے یہ ایک خیر اور وسط امت کہلائی، اس اہم فریضہ کا ترک دعاؤں کی عدمِ قبولیت کا ایک سبب بن گیا ہے۔ اس فریضے کی ادائیگی پر بہت توجہ کی ضرورت ہے تا کہ ہماری دعائیں جلد قبول ہوں اور اس فرض کی بجا آوری پر ہم احیاءِ اسلام کی تحریک کا حصہ بن سکیں۔

تیسرا سبب: دُعا میں عزم (پختگی) نہ ہونا

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے، وہ یہ کہے: اے اللہ اگر تو چاہے، مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اگر تو چاہے، اور اگر تو چاہے مجھے رزق دے دے، بلکہ بندے کو چاہیے کہ وہ اپنی دعا کو پختہ کرے، اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے، اُس پر کسی کی بڑائی نہیں ہے۔ [صحیح بخاری، صحیح مسلم]

ارشادِ گرامی کا مطلب یہ ہے کہ پختگی کے ساتھ دعا کرو کہ اللہ مجھے رزق دے، مجھے بخشش عطا فرما، مجھ پر رحم فرما، اللہ تعالیٰ کو یہ نہ کہا جائے کہ اگر تو چاہے، کیونکہ یہ جملہ کمزور جملہ ہے اور یہ دنیا میں کسی پر بوجھ ڈال کر مطلوب حاصل کرنے کا طریقہ ہے جبکہ اللہ پر کسی کا بوجھ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے یقین اور عزم کے ساتھ مانگیں، فقیرانہ التجا کریں کہ لینا ہے تو تجھ ہی سے لینا ہے۔ اس سے بڑھ کر حدیث شریف میں یہ بھی مروی ہے کہ "اللہ پر دعا سے بڑھ کر کوئی چیز معزز تر نہیں ہے۔" [جامع الترمذی]

چوتھا، پانچواں اور چھٹا سبب

حضرت ابوہریرۃ ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ گناہ کی دعا نہ کرے، جب تک وہ قطع رحمی کی دعا نہ کرے اور جب تک وہ جلد بازی نہ کرے، سوال کیا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جلد بازی کیا ہے؟ فرمایا: بندہ کہتا ہے: میں نے دعا کی اور دعا کی لیکن مجھے لگتا ہے میری دعا قبول نہیں کی جائے گی لہٰذا: وہ ہمت ہار جاتا ہے اور دعا چھوڑ دیتا ہے۔ [صحیح مسلم] اس حدیث شریف میں بیان فرمادیا گیا ہے کہ گناہ کی دعا قبول نہیں کی جاتی بلکہ نیکی کی دعا قبول کی جاتی ہے، قطع رحمی کی دعا قبول نہیں کی جاتی بلکہ صلہ رحمی کی دعا قبول کی جاتی ہے، آخری حصے میں وضاحت فرمائی گئی ہے کہ انسان کی طبیعت جلد بازی کی ہے، جو اللہ کو ناپسند ہے۔ اس کا وعدہ ہے کہ میں دعا ضرور قبول کروں گا، پھر اس کے ہاں قبولیت کے کئی انداز ہیں جن پر انسان توجہ نہیں کرتا اس کی وضاحت ذیل کی حدیث شریف میں ہے: حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بندہ اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ اُسے وہ کچھ ضرور عطا کرتے ہیں جو اس نے مانگا ہے یا اس کی مثل اس سے کوئی تکلیف دُور کر دیتے ہیں یا تیسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو آخرت کیلئے ذخیرہ فرمالیتے ہیں، بشرطیکہ وہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ [صحیح بخاری] ان تینوں میں سے ایک کی عطا ضرور ہوگی، انسان کی درخواست رائیگاں نہ جائے گی، لہٰذا: اُسے اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنا چاہیے کیونکہ اگر کوئی تکلیف ٹل گئی تب بھی انسان کا فائدہ ہے اور اگر اس کی دعا آخرت کیلئے ذخیرہ کر لی گئی تو اس سے بہتر اور قبولیت کیا ہوسکتی ہے؟

ساتواں سبب، غافل دل سے دعا

حضرت ابوہریرۃ ؓ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم اللہ سے اس حال میں دعا کرو کہ تمہیں قبولیت کا یقین ہو، بے شک اللہ غافل اور بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔ [جامع الترمذی] یعنی دل سے دعا پر توجہ نہ دینا اور بے پروائی سے دعا کرنا بھی عدمِ قبولیت کا ایک سبب ہے۔ بے پرواہ اور بے نیاز ذات تو اللہ کی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ اس کو دعا میں حضورِ قلبی حاصل رہے، غفلت سے پورے طور پر اجتناب کرے۔

آٹھواں سبب، عدمِ اخلاص

ارشادِ باری تعالیٰ ہے ﴿وَمَا أُمِرُوٓا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ [البینۃ:۵] ''اور لوگوں کو حکم دیا

گیا ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، اس کیلئے دین کو خالص کرنے والے ہوکر۔'' اس آیت مبارکہ میں عبادت میں اخلاص کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں مروی ہے: (اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَة) ''یعنی دعا ایک عبادت ہے۔'' لہٰذا دعا میں بھی اخلاص ضروری ہے [جامع الترمذی] اس حوالے سے ذیل کا واقعہ ہماری مزید راہنمائی کرتا ہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: حضرت ربیع حضرت علقمہ کے پاس جمعہ کے روز جایا کرتے تھے، اگر میں نہ ہوتا تو پیغام بھیج کر مجھے بھی بلا لیتے۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو میں موجود نہیں تھا۔ بعد میں مجھے حضرت علقمہ ملے، مجھے کہنے لگے: آپ کو معلوم نہیں کہ ربیع کیا کہہ گئے؟ وہ کہہ گئے کہ لوگ کس قدر زیادہ دعائیں کرتے ہیں اور کس قدر کم قبول ہوتی ہیں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف خالص دعا قبول فرماتے ہیں۔ میں نے کہا: یہ بات تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بھی فرمائی تھی۔ ''کہ اللہ تعالیٰ سناوا کرنے والے، دکھاوا کرنے والے اور کھیل بنانے والے کی دعا قبول نہیں کرتے۔ صرف اس پکارنے والے کی پکار قبول کی جاتی ہے جو دل کی گہرائی سے دعا مانگے۔'' [الادب المفرد للبخاری]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا میں اخلاص ضروری ہے اس کیلئے روایت میں لفظ ''ناخلة'' استعمال فرمایا گیا ہے۔ جس کا مطلب خالص چیز ہے جو چھلنی سے گزر کر حشو و زوائد سے پاک ہوگئی ہو۔ پھر دعا ثبوتِ قلب سے ہو، کھیل و تماشے کے انداز میں نہ ہو اور اس سے سناوا اور دکھاوا بھی مقصود نہ ہو۔

نواں سبب، تکلف سے گھڑے گئے الفاظ

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ''دعا میں تکلف سے گھڑے گئے الفاظ سے بچو''۔ [صحیح بخاری] اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دعا میں تصنع اور تکلف ہو تو قبولیت کم ہو جاتی ہے۔ بعض لوگ دعا کیلئے مخصوص مرتب الفاظ گھڑ لیتے ہیں یا دعا کیلئے شعر بنا لیتے ہیں۔ ان چیزوں سے بچنا چاہیے اور قرآنِ پاک کی دعائیں یا حدیث شریف کی دعاؤں میں اپنی التجائیں پیش کی جائیں۔ سطورِ بالا میں گزارش کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتے ہیں، مومن کی دعا کی قبولیت کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن انسان کے غلط طرزِ عمل سے کچھ ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جو دعا کی قبولیت میں حائل ہو جاتے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں دعا کی قبولیت یا جلد قبولیت کیلئے کچھ مواقع یعنی زمان، مکان اور احوال بھی ذکر فرمائے گئے ہیں کہ فلاں شخص کی دعا جلد قبول کی جاتی ہے یا فلاں موقع کی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہے۔ اُن مواقع کی بھی ہمیں جستجو کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین!

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین